رسائل و مسائل

مسلمانوں کو اسلام سے بچانے کی فکر

سوال :- اگر آپ اپنی اسلامی تحریک کو کفار و مشرکین سے شروع کرتے اور "نسلی مسلمانوں" کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتے تو کیا یہ اچھا نہ ہوتا ؟ (اس کے علاوہ اس مراسلہ میں "نسلی مسلمان" کی اصطلاح پر بھی سخت آزردگی کا اظہار کیا گیا ہے)

جواب :- آپکے اس فقرے کو پڑھ کر بڑا افسوس ہوا۔ مجھے معاف فرمائیں اگر میں صاف کہوں کہ اس فقرے میں مجھے یہودیانہ ذہنیت کی بو آتی ہے۔ برائے خدا سوچیے کہ اگر یہ دعوت حق ہے تو نسلی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار و مشرکین کی طرف رجوع کرنے کا آپ کیوں مشورہ دے رہے ہیں ؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حق آپ لوگوں کے لیے ناقابل برداشت ہے اور آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اسے آپکے دروازے ہی سے دور رکھا جائے ؟ لیکن اگر یہ دعوت باطل ہے، تو خواہ نسلی مسلمان ہوں یا کفار و مشرکین، آپ کو اصرار کرنا چاہیے کہ دونوں گروہ اس سے محفوظ رہیں "نسلی مسلمانوں" کا لفظ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے دل میں بری طرح چبھا ہے اور اسی لیے آپ اسے طعن آمیز طریقہ سے بار بار دہراتے ہیں۔ لیکن اگر آپکے پاس ان تمام نسلی مسلمانوں کو اصلی مسلمان ثابت کرنے کے لیے کچھ دلائل ہیں تو ارشاد فرمایئے تاکہ میں پھر ان الفاظ سے توبہ کروں ؟

کائناتی اور حیاتی ارتقاء

سوال :- آپنے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۳ عدد ۲ صفحہ ۳۹۶ تا صفحہ ۴۰۹ میں اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی کے زیر عنوان نظام عالم کے انجام کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسے سمجھنا چاہتا ہوں۔ آپنے لکھا ہے کہ "اس نظام کے تغیرات و تحولات کا رخ ارتقاء کی جانب ہے۔ ساری گردشوں کا مقصود یہ ہے کہ نقص کو کمال کی طرف لے جائیں" وغیرہ — آخر یہ کس قسم کا ارتقاء ہے ؟ حیوانی زندگی میں ؟ جماداتی یا انسانی زندگی میں ؟ یا مجموعاً تمام نظام عالم کی زندگی میں یہ ارتقاء کارفرما ہے ؟ نیز اگر ہر بگاڑ سے ارتقائی اصلاح ظاہر ہوتی ہے تو پھر تو وہی بات ہوئی جو ہیگل نے (Theis & anti-Theis) اور ڈارون نے (Survival of the fittest) میں پیش کی ہے۔ براہ کرم مدعا کی وضاحت کیجیے۔

جواب :- جس ارتقاء کا میں نے ذکر کیا ہے وہ ہیگل اور ڈارون دونوں کے نقطۂ نظر سے مختلف ہے۔ ہیگل تو تصورات اور خیالات کی نزاع کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی نزاع کی بدولت تصورات کا ارتقاء ہوتا ہے۔ اور ڈارون حیات کے ارتقاء کا ذکر کرتا ہے اور اس کے نزدیک "ارتقاء" تنازع للبقاء (Struggle for existance) انتخاب طبیعی (Natural selection) اور بقائے اصلح (Survival of the fittest) کے اصول سہ گانہ کے ماتحت واقع ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف میں نے آپ کی دریافت کردہ عبارت میں جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ قدرتِ الٰہی کمتر درجہ کی چیزوں سے تخلیق کی ابتدا کر کے بتدریج بلند تر درجہ کی چیزیں پیدا کرتی رہی ہے مثلاً جمادات پہلے پیدا کیے گئے۔ اس کے بعد نباتات، پھر حیوانات، اور حیوانات میں بھی کمتر درجہ کے حیوانات پہلے پیدا کیے گئے اور پھر بتدریج اعلیٰ قسم کے حیوانات پیدا کیے جاتے رہے، یہاں تک کہ بلندترین نوع یعنی انسان کو پیدا کیا گیا۔ قدرت کا یہی قاعدہ اس عالم پر بحیثیت مجموعی بھی

جاری ہونا چاہیے، یعنی موجودہ نظامِ عالم بحیثیت مجموعی ناقص ہے لہٰذا اس کے بعد ایک دوسرا نظامِ عالم ہونا چاہیے جو اس سے کامل تر ہو، اور اسی نظام کا نام عالمِ آخرت ہے گویا میرے نزدیک موجودہ نظامِ عالم کے بعد عالمِ آخرت کا آنا قدرت کے قانونِ ارتقا کا ایک لازمی تقاضا ہے۔

جماعت اسلامی کے تعلیمی پروگرام پر ایک اعتراض

سوال: تعلیمی کانفرنس کی مجوزہ اسکیم (شائع شدہ ترجمان القرآن دکوثر) بہت اہم اور ضروری ہے لیکن مجھے اس کے متعلق کچھ شبہات ہیں۔

میں صاف کہوں گا کہ اگر میرا بس چلے تو بقول برناڈشا "میں تمام دنیا کی یونیورسٹیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں" ۔۔۔ آپ خود سوچیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی یونیورسٹی یا کالج بنایا تھا؟ مگر پھر بھی عظیم الشان ہمہ گیر انقلاب برپا کر دکھایا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس قسم کی کوششوں سے کام کی رفتار بہت سست ہو جائے گی اور جماعت اسلامی کا ادارہ ایک انقلابی اسلامی ادارہ کے بجائے زیادہ سے زیادہ ایک تجارتی ادارہ بن کے رہ جائے گا۔ کیا دیوبند اور جامعہ ملیہ اور اسی طرز کی دوسری درسگاہیں انقلابی تحریکات کا مرکز بن سکی ہیں؟ وہاں یقیناً درس و تدریس بھی ہے اور قال اللہ اور قال الرسول کا غلغلہ بھی۔ لیکن کیا صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مشن کے لیے کوئی کام ہو رہا ہے؟ اس لیے سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔

جواب: آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تعلیم گاہ قائم نہیں کی تھی۔ اگر اس کا نام یونیورسٹی یا کالج نہیں تھا تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہاں کوئی درسگاہ یا تربیت گاہ نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ جانے کے بعد سے تعلیم اور اخلاقی تربیت دونوں چیزوں پر مسلسل توجہ فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ اصحابِ صفہ تو براہِ راست آپ کے زیرِ تعلیم و تربیت تھے۔ پھر آپ نے انہی تربیت یافتہ لوگوں سے بڑے پیمانے پر تعلیم، تبلیغ اور جہاد کا کام لیا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ جو تحریک تعمیری اور اصلاحی انقلاب چاہتی ہے اور جس کے پیشِ نظر صرف توڑ پھوڑ کی قسم کا انقلاب نہیں ہوتا وہ کبھی تعلیم کے انتظام سے غافل نہیں ہو سکتی۔

آپ کو جو اندیشے ہیں وہ دراصل بے مقصد تعلیم گاہوں کو دیکھ کر پیدا ہوئے ہیں جن کے لیے محض ایک درسگاہ کا چلانا ہی بجائے خود مقصود ہوتا ہے یا جن کا مقصود کسی خاص کورس کو پڑھا دینے سے آگے نہیں بڑھتا۔ لیکن ایک بامقصد تعلیم گاہ جس کے پیشِ نظر واضح طور پر ایک خاص نصب العین کے لیے آدمیوں کو تیار کرنا ہو وہ تو حقیقت میں ہر اصلاحی و انقلابی تحریک کی جان ہے اور اسی پر تحریک کا پائدار بنیادوں پر چلنا منحصر ہوتا ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی میں سینکڑوں آدمی اپنی جگہ لینے والے تیار نہ کریں تو یہ تحریک محض دو چار آدمیوں کی شخصیتوں سے وابستہ رہے گی اور ان کے مرتے ہی تحریک بھی مر جائے گی۔

برناڈشا ایک مسخرہ آدمی ہے جس نے کبھی تمام عمر کسی تعمیری یا اصلاحی تحریک کے لیے کوئی انقلابی کام نہیں کیا ہے۔ اس کے چٹخارے دار فقروں کی پیروی کر کے آپ کہیں نہیں پہنچ سکتے۔

افضل المومنین

سوال: کیا بحیثیت خلیفہ اول و بحیثیت کبر سنی و دیگر محاسن کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسرے خلفاء یعنی حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر فضیلت و برتری حاصل ہے؟ یہ مسئلہ ایک مدت سے زیرِ بحث ہے۔ اسے حل فرما کر ممنون کیجیے۔

جواب: جو شخص بھی اسلام کو جانتا ہو اور پھر تاریخِ اسلام کا جس نے مطالعہ کیا ہو اسے یہ تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہیں ہو گا کہ پوری تاریخِ اسلام میں ایک شخص بھی اس پایہ کا نہیں گذرا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد اس دین کی روح کو اس قدر مکمل طور پر اپنے اندر جذب کر چکا ہو

جتنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں دو رائیں ممکن نہیں ہیں اور اس سے اختلاف صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو یا تو اسلام کو نہیں سمجھتا یا پھر کسی تعصب میں مبتلا ہے۔ لیکن یہ رائے رکھنے کے باوجود میں اس کا سخت مخالف ہوں کہ لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو صحابہ یا دوسرے اشخاص کے درجے متعین کرنے اور ان میں سے کسی کے افضل اور کسی کے مفضول ہونے کا فیصلہ کرنے کا ذمہ دار قرار دے لیں اور ان بحثوں میں اپنا وقت فضول ضائع کریں۔ ان معاملات کا فیصلہ تو خدا خود کر دے گا۔ ہمیں جس چیز کی فکر کرنی چاہیے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو خدا کے ہاں کس درجے کا مستحق بنا رہے ہیں۔

والدین کی مشتبہ جائداد اور کمائی سے استفادہ

سوال:- مدت سے جماعت اسلامی میں شامل ہو جانے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہوں مگر رزق حرام سے اپنے آپ کو بچانے اور حلال و طیب طریقوں سے ضروریات زندگی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا ہوں۔

ہمارا آبائی ذریعہ معاش زمینداری ہے اور مجھے معلوم ہے کہ مدتوں سے ہماری زمینیں نہ تو ضابطہ شرعی کے مطابق تقسیم کی جاتی ہیں اور نہ ان میں سے حقداروں کو حقوق ادا کیے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مجبوراً میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے والدین سے مال لیتا ہوں اس کا لینا اور استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز یہ کہ آئندہ جو میراث مجھے ان سے پہنچتی ہو وہ مجھے لینی چاہیے یا نہیں؟

جواب:- اگر آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہوں اور اپنی روزی خود کما سکتے ہوں تو ایسا ہی کیجیے ورنہ جب تک آپ مجبور ہیں کراہت کے ساتھ گھر والوں سے خرچ لیتے رہیے۔ زمانہ جاہلیت کی جائدادیں جو غیر اسلامی نظام معاشی میں پیدا ہوئی ہوں، ساری کی ساری بصورت غلط یا کم از کم مشتبہ ہوتی ہیں، لیکن مسلمانوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ جب ایسی جائدادیں انھیں آباؤ اجداد کے ترکہ میں ملیں یا کسی اور جائز صورت سے حاصل ہوں تو وہ انھیں تلف کر دیں یا ان سے دست بردار ہو جائیں۔ بلکہ حکم یہ دیا گیا ہے کہ جب یہ تمہارے قبضہ میں آئیں تو اس وقت سے ان کے اندر تم جائز شرعی طریقوں سے تصرف شروع کرو۔ سب سابق کے اہل حقوق جن کے حقوق غصب کیے گئے ہوں تو اگر وہ موجود ہوں اور ان کا حصہ بھی متعین طور پر معلوم ہو تو ان کے حق انھیں ادا کر دیے جائیں۔ ورنہ ایسے اموال کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہوئے آئندہ جن جن لوگوں کے حق ان اموال میں پیدا ہوں، وہ ادا کیے جاتے ہیں۔

ملک کے نظم و امن کی پاسداری

سوال:- کیا بغیر لائسنس کے یا مقررہ موسموں اور اوقات کے علاوہ شکار کرنے اور اسی طرح بغیر لیمپ کے راتوں کو موٹر یا بائیسکل چلانا جو موجودہ قانون کے خلاف ہے، درست ہوگا؟

جواب:- موجودہ حکومت نے انتظام ملکی کو برقرار رکھنے کے لیے جو ضابطے بنائے ہیں اور جو بہرحال ایک منظم سوسائٹی کو بحال رکھنے کے لیے ضروری ہیں انھیں خواہ مخواہ توڑنا نہیں چاہیے۔ ویسے بھی قانون شکنی ہم صرف اس وقت کر سکتے ہیں جب کہ ہم ایسی پوزیشن میں ہوں کہ موجودہ نظم (نظام) کو توڑ کر جلدی سے جلدی کوئی دوسرا نظم قائم کر سکیں۔ ورنہ قانون شکنی کرنے کے معنی بدنظمی (   ) پیدا کرنے کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے منشا کے خلاف ہے اور جس میں ہمیں اللہ کی تائید حاصل ہونے کی توقع نہیں ہے۔

سود اور دار الحرب کی بحث

سوال:- ترجمان القرآن جلد ۳، عدد ۵ صفحہ ۲۹۵ پر تفہیم القرآن کے سلسلہ میں حرمت سود کی آیت کے ایک ٹکڑے "فلہ ما سلف" پر

حاشیہ لکھتے ہوئے جناب نے جو استدلال فرمایا ہے اس پر مجھے اطمینان نہیں ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ "وہ شخص جو پہلے کے کمائے ہوئے مال سے بدستور لطف اٹھا رہا ہے تو بعید نہیں کہ وہ اپنی اس حرام خوری کی سزا پا کر رہے"۔

سوال یہ ہے کہ سود کے حرام ہونے پر صحابہ کرامؓ نے کیا عمل فرمایا؟ اگر انھوں نے اخلاقی حیثیت کی بنا پر مستحقین کو مال واپس کیا ہے تو آپ کا استدلال صحیح ہو سکتا ہے، نیز اگر صحابہؓ کا عمل ایسا ثابت ہے تو آپ کو تفہیم القرآن میں اس کا اضافہ کر دینا چاہیے۔

ہندوستان کے دار الحرب ہونے پر بھی جواب میں کچھ روشنی ڈالیے۔

جواب:۔ اس معاملہ میں قرآن کے الفاظ پر شاید آپ نے توجہ نہیں کی "فلہ ما سلف" کہنے کے بعد "وامرہٗ الی اللہ" جو فرمایا گیا ہے اس کا آخر کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اس کے معنی یہی تو ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ پہلے کسی نے سود کھایا ہے یہاں اس کی معافی کا اعلان نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقدمہ کو زیر تجویز رکھا گیا ہے۔ اگر وہ اپنی سود سے جمع کی ہوئی دولت کو اپنے لیے عیش و راحت اور شان و شوکت کا ذریعہ بنائے تو اس کی حیثیت ایسے شخص کی سی ہو گی جو اپنے پچھلے گناہوں پر کوئی ندامت نہیں رکھتا۔ اس لیے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اس شخص سے مختلف ہو گا جو اپنے پچھلے گناہوں پر نادم ہو اور اپنے ظلم و جور سے کمائی ہوئی دولت کو اپنے عیش پر خرچ کرنے کے بجائے خلق اللہ کی خدمت پر صرف کرے، تاکہ اس کے اس جرم کی کسی حد تک تلافی ہو جائے جو وہ حالت جاہلیت میں کرتا رہا ہے۔ اس معاملہ کے متعلق اگر کوئی نظائر ہمیں تاریخ میں نہ بھی ملیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حکم کے منشا کی طرف جو صریح اشارہ قرآن شریف کر رہا ہے اس سے ہم آنکھیں بند کر لیں۔

سوال کے دوسرے جز کے جواب میں یہ امر ملحوظ رکھیے کہ ہندوستان نہ دار الاسلام ہے نہ دار الحرب، بلکہ یہ دار الکفر ہے۔ دار الحرب اس معنی میں اس کو کہہ سکتے ہیں کہ یہاں "حرب" ہونی چاہیے، نہ کہ اس معنی میں کہ یہاں حرب ہو رہی ہے۔

سوال:۔ سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے اور دار الحرب میں سودی قرضہ لینا جائز ہے خصوصاً اہم سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے جہالت کی وجہ سے سودی قرضہ لیا اور اب ان پر ایک گراں رقم اصل کے علاوہ سود کی ہو چکی ہے، کیا اس نظام حکومت میں رہتے ہوئے وہ سود ادا کرنے کی اجازت رکھتے ہیں؟ نیز ناگزیر حالات میں سودی قرضہ لینا کیسا ہے؟

جواب:۔ ہندوستان دار الحرب نہیں بلکہ دار الکفر ہے۔ ایسے لوگوں سے جو ہندوستان کو دار الحرب کہہ کر سودی کاروبار کو جائز بتاتے ہیں، یہ پوچھیے کہ آیا یہ صرف سود کے لین دین ہی کے لیے دار الحرب ہے یا دوسرے معاملات کے لیے بھی؟

شریعت تو سود لینے اور دینے کو یکساں حرام قرار دیتی ہے اور حرام بہر حال حرام ہی ہے۔ جو لوگ شریعت کے خلاف کام کرتے ہیں انھیں آخر یہ فکر کیوں ہے کہ وہ شریعت سے اجازت لے کر اس کے احکام کی خلاف ورزی کریں؟

ناگزیر حالات میں جو شخص سودی قرض لینے پر مجبور ہو وہ مضطر کے حکم میں ہے مگر اس صورت میں پوری قوم گناہ گار ہوتی ہے کہ اس نے کوئی ایسا مالی نظم قائم نہیں کیا جس سے افراد کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور انھیں حرام میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔

غیر حکیمانہ تبلیغ سے اجتناب کی ضرورت

سوال:۔ ایک شخص کو ایک مدرسہ میں تبلیغ کے لیے ملازم رکھا گیا ہے۔ اب مدرسہ کے منتظمین خود ہی اس کی تبلیغی مساعی کو روکنا چاہتے ہیں۔ مثلاً بعض آیات بچوں کو یاد کرانے میں وہ مانع ہوتے ہیں۔ ایسی چند آیات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء — اے ایمان لانے والو! یہود و نصاریٰ کو ولی دوست نہ بناؤ۔

۲۔ قاتلوا فی سبیل اللہ — جنگ کرو خدا کی راہ میں۔

۳۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفٰسقون.... ھم الظٰلمون.... ھم الکٰفرون۔ — جو لوگ خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں دیتے وہ فاسق ہیں.... ظالم ہیں.... کافر ہیں۔

اب ایسے شخص کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ اسے مدرسہ میں رہنا چاہیے یا علیحدگی اختیار کرنا چاہیے؟

جواب:۔ آپ جس طرح سوال کر رہے ہیں اس سے شبہ ہوتا ہے کہ صورت واقعہ اس سے مختلف ہے اور آپ اسے معصوم شکل دے کر استفتاء کر رہے ہیں۔

تبلیغ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ موقع و محل کو دیکھے بغیر آدمی شدت کے ساتھ وہ باتیں کہنی شروع کر دے جن کا تحمل ابتدائی مرحلوں میں بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ جہاں لوگ توحید و رسالت اور آخرت کے ابتدائی تصور تک سے بیگانہ ہو کر رہ گئے ہوں وہاں یکایک ان چیزوں کا نہ صرف پورا تصور بلکہ اس کے انتہائی مقتضیات پیش کر دینا اور اس پر اتنا اصرار کرنا کہ لوگوں میں چڑ پیدا ہو جائے، تبلیغ کی حکمت کے خلاف ہے۔

اگر آپ کو یا آپ کے زیر اثر کسی شخص کو کسی وکیل یا جج کے ہاں بچوں کو پڑھانے کا اتفاق ہوا ہے تو آپ نے اس کے بچوں کو چن چن کر وہی چند آیتیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، یاد کرا کر اسے مجبور کیا ہے کہ وہ قرآن کے مقابلہ میں اکڑ کھڑا ہو یا پھر اپنے بچوں کی نگاہ میں کافر قرار پائے اس طریق کے بجائے اگر آپ بتدریج ان بچوں کو اسلامی عقائد کے مبادی سے، پھر ان کی تفصیلات سے، پھر ان کے انتہائی مقتضیات سے آگاہ کرتے اور ساتھ ساتھ قرآن مجید میں ان چیزوں کی تشریح کرتے جاتے تو کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ کب آپ نے ان بچوں کے ذہن کو تبدیل کر دیا اور بغیر کسی مزاحمت کے آپ ان بچوں کو مکمل طور پر اس طرح تبدیل کر دیتے کہ پھر ان کے والدین کے بس میں یہ نہ رہتا کہ ان کے ذہن سے ان عقائد کو نکال سکیں۔ مگر آپ نے قبل از وقت ان کو نوٹس دے کر گویا یہ موقع دے دیا کہ وہ اپنے بچوں کو آپ کے اثر سے نکال لیں اور انہیں کسی ایسے استاد کے حوالے کر دیں جو یا تو انہیں بے دین بنا ... مذہب کا وہ تصور ان کے ذہن میں بٹھا دے جس کی رو سے "خدا اور قیصر" دونوں کے حقوق بیک وقت بے کھٹکے برابر ادا کیے جا سکتے ہیں۔

عید میلاد کے جلسے

سوال:۔ ہمارے ہاں عید میلاد کی تقریب پر جلسہ ہو رہا ہے۔ کیا اس میں شریک ہونا جماعت اسلامی کے نصب العین میں شامل ہے؟ اگر ہے تو میں شرکت کروں ورنہ نہ کروں۔

جواب:۔ میرے نزدیک میلاد یا سیرت کے یہ جلسے جو ربیع الاول کے موسم میں ہوتے ہیں، مسلمانوں کے ان تفریحی مشاغل میں شامل ہو گئے ہیں جن سے مقصود بجز اپنے نفس کو یہ فریب دینے کے اور کچھ نہیں ہے کہ خدا اور رسول کا جو حق ہے وہ اسے بس اس طرح ادا کیے دے رہے ہیں اور ایسی ہی کچھ ذہنیت ان کے دوسرے مذہبی جلسوں کی بھی ہو کر رہ گئی ہے۔ اس لیے میں اس قسم کے جلسوں میں شرکت کو نہ صرف یہ کہ غیر مفید سمجھتا ہوں بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم مسلمانوں کی اس پرانی بیماری کو قوت پہنچانے کے مجرم نہ ہو جائیں۔ ہمارے پیش نظر جو اصلاحی کام ہے اس کے لیے ہم نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا خوب اچھی طرح جائزہ لے کر ایک پروگرام تجویز کر لیا ہے اور اس پروگرام سے تمام قومی اور مذہبی جلسوں کی شرکت خارج ہے۔

ہم عوام کو خطاب ضرور کرنا چاہتے ہیں اور ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ دینی اصلاح کی آواز خدا کے زیادہ سے زیادہ بندوں تک پہنچ

مگر اس کے لیے ہم وقت کی چلتی ہوئی بیماریوں سے الگ رہ کر دوسرے طریقے اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: ہمارے ہاں ہر سال ربیع الاول میں یکم سے بارھویں تاریخ تک مسجد میں درود و صلوٰۃ کی تسبیح ہوتی ہے اور بارھویں تاریخ کو عید میلاد کے سلسلہ میں جلوس نکالے جاتے ہیں اور جلسے منعقد ہوتے ہیں جن کی صدارت عموماً کسی بڑے بزرگ کو دی جاتی ہے۔ جلسوں میں آنحضور کی سیرت و سوانح پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس تقریب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: اس پورے ہنگامہ میں اگر کوئی چیز قابل برداشت ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ آنحضور کی سیرت کے متعلق عوام کو کچھ معلومات فراہم کر دی جاتی ہیں، مگر یہ چیز بھی قابل برداشت کی حد سے آگے نہیں جا سکتی کیونکہ یہ تبلیغی خدمت جس فضول نمائشی اور رسمی ماحول میں جن غیر شرعی حرکات کے ساتھ انجام دی جاتی ہے، وہ اسے نتیجے کے لحاظ سے بالکل بے معنی بنا دیتی ہیں۔ مزید براں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو بیان کرنے کے لیے وہ طریقے اختیار کرنا جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پسند اور آپ کی تعلیم کے خلاف ہوں، ایک ایسی ستم ظریفی بلکہ بدتمیزی ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ یہ لوگ جس ذات پاک کا ذکر جھوم جھوم کر کرتے ہیں اس کے طریقہ سے زیادہ غیر محبوب طریقہ ان کے نزدیک کوئی نہیں ہے اور انھیں خاص اس کے ذکر کی مجلس میں بھی اس کے طریقہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

عذرِ مجبوری کے ساتھ غیر اللہ کی بندگی

سوال: ایک شخص غیر اللہ مثلاً بادشاہ یا حکومت باطلہ کی اطاعت کرتا ہے اور اعتقاداً بھی اسی کو حق سمجھتا ہے۔ اور اس فعل پر مجبوری کا عذر پیش کرتا ہے۔ دوسرا شخص ہے کہ اعتقاداً تو اس کی بندگی نہیں کرتا لیکن عملاً اس کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لیے مجبوری کا عذر پیش کرتا ہے۔ کیا ان دونوں کے عمل میں کوئی تفریق کی جا سکتی ہے؟

آپ کی تعبیر الٰہ و رب کے لحاظ سے تو دونوں ایک ہی درجے میں ہوئے، حالانکہ دونوں میں بعد المشرقین ہے۔

جواب: میں اپنے مضامین میں کئی جگہ اس بات کو واضح کر چکا ہوں کہ تمام انسان حسب ذیل چار طبقوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

ا۔ مومن بالغیر و مسلم للغیر۔ یعنی جو غیر اللہ کو مطاع برحق اور ماخذ امر اعتقاداً بھی مانتے ہیں اور عملاً اس کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔ یہ مکمل کافر ہیں۔

ب۔ مومن بالغیر و مسلم للہ۔ یہ پوزیشن ذمیوں کی اور ایک حد تک منافقوں کی ہے۔

ج۔ مومن باللہ و مسلم للغیر۔ یعنی اللہ کو اعتقاداً مطاع برحق ماننے والے مگر عملاً غیر اللہ کی اطاعت و بندگی بجا لانے والے۔ یہ پوزیشن ان لوگوں کی ہے جن کا مسئلہ آپ نے دریافت کیا ہے۔ اس حالت میں اگر مسلمان مبتلا ہو جائے تو اسے اس پر نہ راضی ہونا چاہیے نہ مطمئن رہنا چاہیے بلکہ اس کا فرض ہے کہ یا تو اس حالت کو بدلنے کی کوشش کرے یا اس سے نکل جائے۔

د۔ مومن باللہ و مسلم للہ۔ یہی اصلی مسلمانوں کی پوزیشن ہے اور قرآن کی دعوت تمام انسانوں کو یہی ہے کہ وہ یہی پوزیشن اختیار کرنے کی سعی کریں۔ اس پوزیشن میں کوئی رخنہ اس وجہ سے واقع نہ ہوگا کہ کوئی شخص کسی غیر مسلم نظام میں مجبوراً اپنی کسی کوتاہی سے نہیں بلکہ حالات کے جبر سے گرفتار ہو جائے جس طرح کہ مکہ میں مسلمان تھے یا جس طرح بہت سے صحابہ کرام کفار کے ہاتھوں اسیر ہوئے یا جیسا کہ اکثر انبیاء کا حال رہا ہے جو نظام کفر ہی میں پیدا ہوئے۔ اس طرح کی مجبورانہ گرفتاری اسلام للغیر کی تعریف میں نہیں آتی کیونکہ اول تو یہ چیز ان کی اختیار کردہ یا قبول کردہ نہ تھی بلکہ ان پر مسلط شدہ تھی۔ دوسرے جب کوئی شخص مومن باللہ و کافر بالغیر ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ جس نے اپنی حد تک مسلم للہ ہونے اور عاصی للغیر ہونے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہو اس پر مسلم للغیر ہونے کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

ہاں یہ بات یقینی ہے کہ طبقہ ج کی پوزیشن طبقہ ا و ب کے لوگوں سے بالکل مختلف ہے۔ مومن باللہ مسلم للغیر مشرک اور کافر ہرگز نہیں ہیں لیکن اگر وہ اس حالت پر راضی ہیں یا اسے بدلنے یا اس سے نکلنے کی امکانی سعی نہیں کرتے تو سخت گناہ گار ہیں، ایسے گناہ گار کہ ان کی ساری زندگی گناہ ہی بن کر رہ جاتی ہے۔